

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



ہمارا ہندوستان

اور  
اُس کے فضائل



دربارِ دین

اور  
حُبِّ وطن

MAY 21 1976

شیخ الاسلام حضرت لانا سیدین احمد رضا مدنی صد جمعیت علماء ہند

دار

مقام ملت محمدیوں عفی عنہم ناظم جمعیت علماء ہند کے مضامین کا مجموعہ

لئے کا پتہ: ناظم دفتر جمعیت علماء ہند گلی قاسم جان - دھلی

ادبیات کے شعبے

کتاب خانہ دینی

منصور حیدر راجہ

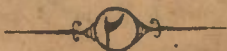
MOONIS BOOK DEPOT  
BUDAUN, U. P., (INDIA).

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِلَارِضَ هِيَاكُلًا



ہمارا ہندوستان

اور  
اُس کے فضائل



دربارِ مدینہ

اور  
حُبِّ وطن

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد رضا مدنی صد جمعیتہ علماء ہند

اور

چاوم ملت محمدیوں غنی عنہ ناظم جمعیتہ علماء ہند کے مضامین کا مجموعہ

ملنے کا پتہ: ناظم دفتر جمعیتہ علماء ہند گلی قاسم جان - دہلی

دلی پرنٹنگ سوسائٹی

کتبہ امتیاز رقم دہلی ۲۱

MOONIS BOOK DEPOT  
BUDAUN, U. P. (INDIA).

MAY 21 1976

نظم

## ہندوستان ہمارا

آدم کے بیٹے پوتے تھے سب کے سب مسلمان

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

حضرت سے پہلے یاں پہ آئے سدا بہیمیر

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

ہے اولیاء کا معدن ہے اصفیا کا مدفن

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

توحید کی صدائیں یاں ہم نے ہی گنجائیں

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

قرون تلک ہماری تلواریاں پہ چسکی

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

ہر چہ زبیر کس ہر خون سے ہم نے سینچا

ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدًا وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱)

## ہندوستان ہمارا

انرا

قلم فیض رقم شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صد حجیہ علماء ہند شیخ الحدیث العالم مولانا

ہندوستان کے باشندوں میں صرف مسلمانوں کا ہندوستان کی بنی  
 حق ہے کہ وہ اس ملک کو اپنا قدیمی آبائی، دانی قوموں میں صرف  
 مسلمان ایسی اقوام وطن کہیں اور وہ اس میں حق بجانب ہیں۔  
 جن کا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور  
 انسانی نشوونما فقط حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا ہے۔ یہی قرآن کی تعلیم ہے  
 باقی اقوام ہندیہ اس کی قائل نہیں ہیں۔

اسلامی کتابیں یہ بتاتی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان ہی میں  
 اُتارے گئے اور یہاں ہی انھوں نے سکونت کی اور یہاں ہی سے اُن کی نسل  
 دنیا میں پھیلی۔ اور اسی وجہ سے انسانوں کو آدمی کہا جاتا ہے چنانچہ سحیحۃ المرہبان

فی تاریخ ہندوستان میں متعدد روایات اسکے متعلق مذکور ہیں۔ بائبل میں بھی اس کے حصہ عہد قدیم میں ہی ذکر کیا گیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۱۱۱ میں ہے۔  
 "ونزل آدم بالہند ونزل معه الحجر الاسود وقبضة من ورق الجنة فبثه بالہند فنبتت شجرة الطيب فانما اصل ما يجاء به من الطيب من الہند من قبضة الورد التي هبط بها آدم وانما قبضها اسفا على الجنة حين اخرج منها وقال عمران بن عينية من عطاء بن السائب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال اهبط آدم بدحا ارض الہند۔ الخ سجدة المر جان میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا یہاں پھیلنا اور کھیتی وغیرہ کرنا مذکور ہے۔ بنا برین اسلامی روایات اور تعلیمات کے مطابق آبائی وطن عہد قدیم سے ہندوستان مسلمانوں ہی کا ہو گا۔ جو لوگ انسانی اور اپنی نسل کو ایسا نہیں مانتے وہ اس دعوے کے مستحق نہیں ہیں اور مسلمانوں کیلئے اس کو اپنا وطن قدیم سمجھنا ضروری ہے۔

بحیثیت مذہب بھی ہندوستان  
 مسلمانوں کا ہی وطن ہے

حسب تعلیمات اسلامیہ اور تصریحات  
 قرآنیہ جتنے پیغمبر اور ان کے جانشین  
 دنیا میں ہوئے ہیں۔ سب کا مذہب اسلام

ہی تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد بھی اسلام کے پیرو تھے۔ "وما  
 كان الناس الا امة واحدة" سورہ بقرہ ۲۱۴ "كان الناس امة واحدة  
 فبعث الله الایہ" سورہ بقرہ ۲۱۴ اور اس کے بعد جب تفرقے پڑے تو جہاں جہاں  
 بھی انسانی نسلیں تھیں وہاں پیغمبر اور ان کے سچے جانشین بھیجے گئے۔ "ولكل  
 قوم هاد" سورہ رعد ۲ "وان من امة الا خلافيها" سورہ فاطر ۲۳۔ اور سچے پیغمبر

اور ان کے سچے جانشین سب کے سب دین اسلام ہی رکھتے تھے "شروع  
 لکم من الدین ما وصیٰ بنوحاً آلیہ" شوریٰ ۲۷ "ان الدین عند اللہ الاسلام"  
 وغیرہ آیات اور احادیث بکثرت اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں۔ اسلئے ضروری ہے  
 کہ ہندوستان میں بھی قبل زمانہ خاتم النبیین حضرت محمد علیہ السلام انبیاء ائے ہوں  
 چنانچہ اولیاء اللہ نے ہندوستان میں مختلف مقامات پر انبیاء علیہم السلام کی  
 قبریں بطور کشف الہام اور روحی ملاقات سے معلوم کی ہیں۔ حضرت مجدد الف  
 ثانی اور مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہما اور دیگر بزرگوں کی تصانیف میں  
 اس کی تصریحات موجود ہیں۔ مگر جس طرح عیسائیوں اور یہودیوں نے تحریف  
 وغیرہ کر کے شرک اور کفر وغیرہ اختیار کر لیا اسی طرح ہندوؤں نے بھی اختیار کیا  
 چنانچہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفصیل اپنے بعض مکتوبات میں  
 پوری طرح فرماتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ قدیم زمانہ سے یہ ملک بھی مذہب اسلام کا گہوارہ رہا ہے۔ لہذا  
 صحیح اور یقیناً صحیح ہے کہ بحیثیت مذہب ابتداء سے ہی یہ ملک اسلام کا  
 وطن ہے۔

بحیثیت سکونت جہانی بھی | مسلمانوں کے سوا جو قومیں  
 ہندوستان میں سکونت پذیر ہوئی  
 آتی ہیں۔ وہ عموماً اپنے مُردوں کو جلا  
 ڈالتی ہیں اور ان کی راکھ کو دریا میں بہا دیتی ہیں۔ یا پارسی اپنے مُردوں کو ہندو  
 کو کھلا دیتے ہیں۔ بخلاف مسلمانوں کے کہ وہ اپنے مُردوں کو زمین میں دفن کئے ہیں

اسلئے مسلمانوں کی سکونت جسمانی 'اس زمین میں زندگی میں بھی مثل دیگر اقوام رہی اور مرنے کے بعد بھی ان کی سکونت یہاں ہی رہی۔ اُن کی قبریں محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت میں ان ہی قبروں سے اُن کے مُرنے اٹھیں گے۔ اور جو اجزاء جسم کے قبر میں مٹی ہو گئے تھے۔ اُنھیں اجزاء سے ان کا جسم پھر بنایا جائیگا۔ لہذا مسلمانوں کی سکونت جسمانی اس سرزمین میں قیامت تک کیلئے ہے۔ بخلاف دوسری جلا نیوالی یا پرندوں کو کھلا نیوالی قوموں کے کہ اُن کی سکونت جسمانی صرف دنیاوی زندگی تک کیلئے ہے اور بس اسی وجہ سے اُن کے احوال کا کوئی نام و نشان کسی جگہ پایا نہیں جاتا۔ اور مسلمانوں کے قبرستان، روضے، قبے، زیارتگاہیں وغیرہ وغیرہ ہر جگہ موجود ہیں اور مسلمان ان کی حفاظت اور عظمت ضروری سمجھتے ہیں۔

بحیثیت تعلقات روحانی | غیر مسلموں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد روہیں تناسخ (آواگون) کے ذریعہ سے اجزاء اور سزا بھگتی ہیں

اسلئے وہ کسی دوسرے جون (قالب) میں ڈال دی جاتی ہیں۔ خواہ وہ انسانی ہو (اگر عمل اچھے تھے) خواہ وہ حیوانی یا نباتی یا حشرات الارض وغیرہ کا ہو۔ (اگر عمل خراب تھے) پھر انسان اگر بنایا گیا تو کوئی خصوصیت نہیں کہ وہ ہندوستان ہی میں پھر پیدا ہو۔ افریقہ، امریکہ، یورپ، اسٹریلیا وغیرہ جہاں بھی پرانا چاہے اُس کو اُس کے عمل کے مناسب بھیج دے۔ غرض کہ مرنے کے ساتھ ہی اُس کی روح کا تعلق جسم اور اس کے اجزاء سے بھی بالکل قطع ہو جاتا ہے۔ نیز

اُس کے گاؤں، شہر، دیس، قوم، جاتی، وغیرہ سب سے منقطع ہو جاتا ہے۔  
 بخلاف مسلمانوں کے کہ وہ تناسخ کے قائل نہیں ہیں۔ اُن کے نزدیک روح کا  
 تعلق جسم انسانی کے ساتھ صرف ایک دفعہ ہوتا ہے۔ موت کے بعد وہ بُرخ  
 میں محفوظ کر دی جاتی ہے اور اپنے اعمال کی سزا اور جزا، کا کچھ حصہ وہاں بھی حاصل  
 کرتی رہتی ہے۔ اُس کا نہایت ضعیف تعلق اپنے بدن اور اس کے اجزاء اور  
 اپنی قبر، وطن، برادری، اولاد وغیرہ سے رہتا ہے۔ یہ تعلق اگرچہ ایک درجہ میں نہیں  
 ہوتا مگر تاہم کسی نہ کسی درجہ میں تفاوت کے ساتھ باقی رہتا ہے اور اسی تعلق سے  
 قیامت میں یہ روح اس قبر پر پہنچے گی اور اُس کے اجزاء سابقہ کا جسم بنے گا  
 اور وہ اس میں حلول کر کے پھر زندگی جسمانی حاصل کرے گی جس طرح ہم اگر دنیا  
 میں اپنے گھر اور اہل عیال کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں تو ہمارا تعلق  
 انہوں اور اپنے گھروں اور بستیوں کے ساتھ کچھ نہ کچھ رہتا ہے۔ ایسا ہی  
 یا اس سے زائد تعلق مرنے کے بعد روحوں کو بھی سب سے رہتا ہے اور یہی وجہ ہے  
 کہ اسلام میں قبروں کی زیارت کرنے اور اصحاب قبور کو سلام کرنے اور ان کو دعا  
 اور ایصالِ ثواب وغیرہ کرنے کا حکم ہوا۔ نیز حکم ہوا کہ لوگ اپنے اسلاف اور عام  
 مومنین کی قبروں کی زیارت کرتے ہوئے دنیا کی بے ثباتی پر عبرت کے اُتار پھائیں  
 اور گڑھے ہوئے لوگوں کے لئے دعائیں کریں۔ یہ چیز ان مرگھٹوں میں کہاں نصیب  
 نصیب ہو سکتی ہے۔ جہاں کی باقی ماندہ راکھ کو بھی دریا بہا کر لے گئے اور بندوں  
 کے نذر کر چکے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی پارہ عم  
 صفحہ ۵۰ پر فرماتے ہیں۔



نیز در سوختن با کتش تفریق اجزائے بدن میت است کہ بسبب  
 آن علاقہ روح از بدن انقطاع کلی می پذیرد و آثار این عالم بان روح کمتر  
 میرسد و کیفیات آن روح باین عالم کمتر سرایت می کند و در دفن کردن چون  
 اجزائے بدن بتماثر کجائی باشند علاقہ روح با بدن از راه نظر و عنایت  
 بحال میماند و توجہ روح بزائرین متانسین و مستفیدین بسبب استقامت می شود  
 کہ بسبب تعیین مکان بدن گویا مکان روح ہم متعین است و آثار این عالم  
 از صدقات و فاقہ ہا و تلاوت قرآن مجید چون در آن بقعہ کہ دفن بدن  
 اوست واقع شود بسبب استقامت نافع می شود پس سوختن گویا روح را از مکان  
 کردن است و دفن کردن گویا مسکنے برائے روح ساختن۔ بنا بر این است  
 کہ از اولیاء مدفونین و دیگر صلحائے مؤمنین انتفاع و استفادہ جاری است  
 و آنہا را افادہ و اعانت نیز متصور بخلاف مردہ ہائے سونہتہ کہ این چیز ہا  
 اصلاً نسبت بآہنہا در اہل مذہب آہنہا نیز واقع نیست بالجملہ طریق قبر و  
 دفن نعمتے است عظیم در حق آدمی۔

خلاصہ یہ کہ قبر روحوں اور اہل دنیا کے لئے ریڈیو اور آلہ مکبر الصوت (لاوڈ  
 اسپیکر) کے صندوق اور تار ہوائی لاسلیکی اور ٹیلیگراف اور ٹیلیفون کے آفس  
 کی طرح ہے جس میں ایک درجہ تعلق بہر دو طرف سے رہتا ہے اور اس تعلق ہی  
 کی وجہ سے افادہ اور استفادہ ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ وہ تعلق دنیاوی تعلق سمجھتے  
 کمزور بھی ہے اور ممکن ہے کہ بعض وجوہ سے قوی بھی ہو۔ خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کو مرنے  
 کے بعد بھی اس ملک اور اس کی زمینوں کے ساتھ روحانی تعلق اس قدر قوی

اور باقی رہتا ہے کہ دوسری قوموں اور مذاہب میں نہیں پایا جاتا۔ اور وہ قومیں اپنی مذہبی حیثیت سے اس کی قابل بھی نہیں ہیں۔ لہذا یقیناً مسلمانوں کو یہی حق ہے کہ وہ ہندوستان کو اپنا وطن اور سب سے زیادہ اپنا وطن سمجھیں۔

بجائے استقاع اور احتیاج بجانب اجزاء وطن اسلامی تعلیم اور عقائد کی حیثیت بھی ہندوستان مسلمانوں ہی کا وطن ہے۔ - سے ایک وقت

آنے والا ہے جبکہ تمام انسان پھر زندہ کئے جائیں گے اور ان کے اجسام کے جو اجزاء متفرق ہو کر مٹی وغیرہ میں مل گئے تھے جمع کئے جائیں گے اور جسم بن کر اسی روح کو اس میں داخل کیا جائیگا اور اس جسم کے ساتھ وہ محشر میں اور جنت میں جائیں گے۔ اسلئے وہ وطن جس میں وہ پرورش پاتے تھے۔ جیسے کہ دنیاوی زندگی نفع اٹھانے اور قبرم کی حاجتوں کا مرکز تھا۔ مرنے کے بعد بھی ایک درجہ تک نفع اٹھانے اور احتیاج کا مرکز رہیگا اور اس کی اس مٹی سے جو کہ بعد از فن... قبرستان میں دوسری مٹی سے مل گئی تھی نفع اٹھائے گا۔ بخلاف دوسرے باشندگان ہند کے کہ وہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتے ان کے اعتقاد میں ان کی رتوں دوسری مٹی سے بنے ہوئے جسموں میں داخل ہو کر ان جسموں سے تعلق قائم کرتی ہیں اور ان کی پرورش میں سرگرم ہو کر پہلے اجزاء جسمانیہ سے بالکل بیگانہ ہو جاتی ہیں کبھی ہندوستان میں ہیں کبھی چین میں کبھی جاپان میں کبھی انگلینڈ میں کبھی فرانس میں کبھی انسان ہیں کبھی حیوان ہیں۔

وفاداری مجواز بلب لان چشم کہ ہر دم بر گلے دیگر سرایت

جس طرح ہندوستان کے دوسرے باشندے  
 یونانی، مصری، منگول  
 وغیرہ قومیں ہندوستان  
 میں آکر بسیں اور انہوں

نے یہاں کھیتیاں کیں، باغ لگائے، مکان بنائے، بود و باش اختیار کی۔ اسی  
 طرح مسلمانوں نے بھی یہاں پہنچ کر یہ اعمال و طئیہ اختیار کرے۔ کسی کو ہزار برس  
 کسی کو نوسو، کسی کو آٹھ سو برس یا کم و بیش ہو گئے۔ پشت تپا پشت یہاں گذر گئیں  
 اسلئے دنیاوی زندگی اور اس کے لوازم کی حیثیت سے مسلمان کسی قوم سے پیچھے نہیں  
 ہیں۔ بالخصوص وہ اقوام جو کہ پہلے سے بھی ہندوستان کی باشندہ ہیں۔ مذہب  
 اسلام کی حقانیت دیکھ کر پہلے مذہب کو چھوڑ کر اسلام کی حلقہ بگوش ہوئی ہیں۔  
 اور وہی عنصر آج مسلمانان ہند میں غالب ہے۔ لہذا کسی دوسری قوم کو حق نہیں  
 ہے کہ وہ آج یہ دعویٰ کرے کہ ہندوستان مسلمانوں کا وطن نہیں ہے صرف ہمارا وطن  
 ہے۔ ہندوستان کی بہبود میں جس طرح دوسری قوموں کی بہبودی ہے۔ اسی طرح  
 مسلمانان ہند کی بھی بہبودی ہے۔ لہذا یقیناً اس حیثیت سے بھی ہندوستان کے  
 مسلمانوں کا یہ وطن عزیز اور پیارا ہے۔ نہ مسلمان اسکو چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ  
 جاسکتے ہیں نہ جائیں گے اور نہ کوئی دوسرا وطن انکو اپنے آغوش میں لے سکتا ہو۔  
 نوکر و مسلمانوں کو یہاں ہی رہنا اور یہاں ہی اپنی نسل اور طریقہ کو پھیلانا اور امن  
 دامن کی زندگی چیلانا ہے۔ رہا یہ امر کہ پھر مسلمان دوسرے ملکوں کے مسلمانوں سے  
 کیوں تعلقات رکھتے ہیں اور ان کی مصیبتوں پر بلبلا اٹھتے ہیں تو یہ اس ودھانی

تعلق کی بنا پر ہے جو کہ اتحادِ ازم اور توافقی مذہب کی بنا پر دوسری جگہ کے مسلمانوں سے پیدا ہوا ہے اور جس کی تعلیم بھی روحانی ترقی کرتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ دوسری قوموں کو سادہ و فحش، مارشلس، ایسٹ افریقہ وغیرہ کے ان ہندوستانیوں سے ہوتا ہے جو کہ ان ملکوں میں بودو باش کئے ہوئے ہیں۔ اگر وہاں پر کسی قسم کے مظالم ان ہندوستانیوں پر ہوتے ہیں تو ہندوستان کی بندوالی قوموں میں بے کلی پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ امر مسلمانان ہند کو ہندوستانی وطنیت اور اُس سے پیار و محبت سے بیگانہ نہیں بناتا۔

(نوٹ) امور مذکورہ بالا کی بنا پر ممکن ہے کہ غیر مسلم ہندوستانی بہ آسانی ایک وطن سے منتقل ہو کر دوسرے وطن میں چلے جائیں۔ مگر مسلمانان ہندوستان کہیں سے منتقل ہونا از بس مشکل ہے۔ نہ وہ اپنی مساجد سے بیگانگی اختیار کر سکتے ہیں۔ نہ اپنے مقابر سے نہ اپنی زمینوں سے اور نہ اپنے گھر بار سے اور نہ ان میں اس قدر استطاعت ہے۔

ننگ اسلاف  
حسین احمد غفرلہ

# سرزمین ہندوستان کے فضائل

از محمد میاں غنی عننا ظہر جمعیتہ علماء ہند

مقالہ ذیل میں احادیث مقدسہ اور اقوال صحابہ کی روشنی میں ہندوستان کے فضائل پر تظاہر ڈالی گئی ہے۔ اس مضمون کا ماخذ علامہ غلام علی آزاد بلگرامی قدس اللہ سرہ کی ایک بے نظیر تصنیف ہے جس کا نام سجتہ المرجان فی آثار ہندوستان ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔ اسکی فصل اول میں تفسیر حدیث کی کتابوں سے ہندوستان کے فضائل اخذ کر کے ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ فصل بیس صفحات پر مشتمل ہے اور ہر ایک حدیث اور روایت کا حوالہ باقاعدہ اس میں درج ہے۔ علامہ آزاد بلگرامی کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے معاصرین میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں اور ملک کی ان چند مایہ ناز ہستیوں میں ہیں جن پر ہندوستان ہمیشہ فخر کرے گا۔

بلاشبہ مدینہ طیبہ و مکہ معظمہ اور بیت المقدس وہ متبرک مقامات ہیں جہاں احترام ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ اسلامی عقائد کے بموجب ان کے برابر تقدس دنیا کے کسی قبضہ یا کسی خطہ کو حاصل نہیں۔ لیکن اسلامی تعلیمات ہی نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ ہمارا وطن ہندوستان بھی بہت سی عظمتوں کا سرچشمہ ہے۔ سیدنا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت انس رضی اللہ عنہما حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت قتادہ

جیسے صحابہ کرام اور حضرت حسن و حضرت عطاء جیسے جلیل القدر تابعین کی روایت  
کا ماصل یہ ہے کہ حضرت آدم کو ہندوستان کے مشہور جزیرہ سرندیپ میں  
اتار گیا اور حضرت حوا کو جدہ میں۔ حضرت آدم ہندوستان ہوتے ہوئے سرندیپ  
سے جدہ تشریف لے گئے۔ جنت سے اتارے جانے کے بعد یہ دونوں خلیفہ  
فی الارض ایک عرصہ تک ایک دوسرے سے جدا رہنے اور جنگوں اور بیابانوں  
میں بھٹکتے پھرنے کے بعد مکہ معظمہ کے قریب مقام مزدلفہ میں جسکو جمع بھی  
کہتے ہیں جمع ہوئے۔ یہ جمع وہی مقام ہے جہاں دوران حج میں عرفات سے  
واپسی پر رات بھر حاجی صاحبان قیام فرماتے ہیں۔

یہ خاص لطیفہ ہے کہ لفظ مزدلفہ از و لاف سے ماخوذ ہے جس کے معنی  
ہیں قریب ہونا۔ جمع کا ترجمہ ہے اکٹھا ہونا۔

یہ بھی ایک روایت ہے کہ عرفات ہی کا مقام تھا۔ جہاں ایک دوسرے  
کو پہچانے اور جنت سے آنے کے بعد سب سے پہلا تعارف ہوا۔ عرفات کا لفظ  
جو عرف سے ماخوذ ہے۔ پہچاننے اور تعارف کے معنی میں آتا ہے۔

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ اس زمانہ میں خانہ کعبہ کی جگہ ایک سرخ  
ٹیلہ تھا۔ حضرت آدم کو حکم ہوا کہ اس مقام پر بیت اللہ یعنی خانہ خدا بنائیں اور  
جس طرح آسمان پر فرشتوں کو بیت معمور کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ اسی  
طرح اس خانہ خدا کا طواف کریں۔ چنانچہ سیدنا حضرت آدم نے اس  
حکم کی تعمیل میں مقام ابراہیم پر اپنے طرز کے بموجب نماز پڑھی اور پھر یہ دعا  
مانگی۔ "خدا ہذا ابو میرے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ میری معذرت قبول فرما

تو میری ضرورتوں کو جانتا ہے لہذا میری درخواست کو منظور فرما۔ جو کچھ مجھے دل میں ہے تو اس سے آگاہ ہے۔ لہذا میرے گناہ بخش دے۔ خداوند! میں ایسا ایمان چاہتا ہوں جو میرے قلب میں پیوست ہو اور ایک ایسے سچے یقین و اذعان کی درخواست کرتا ہوں جس کے بعد مجھے یقین ہو جائے کہ مجھے وہی ملے گا جو تو نے میرے لئے لکھ دیا ہے اور میں اس سے عا کرنا ہوں کہ ان چیزوں پر راضی اور خوش رہوں جو تو نے میرے حصہ میں لگا دی ہیں۔“ حضرت برید رضی اللہ عنہما نے اسی مضمون کی حدیث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نقل کی ہے۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ حضرت حوا کو لیکر ہندوستان میں ہوئے۔ یہیں بودو باطن اختیار کی۔ یہیں آپ کے اولاد ہوئی۔ اور یہیں آپ کی اولاد نے قیام کیا۔ قتل ہابیل کا مشہور واقعہ ہندوستان ہی میں ہوا۔ پھر جب ہابیل جو صالح اور نیک تھے شہید ہو گئے اور قابیل اس جرم کی وجہ سے مودود ہو گیا تو خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو ایک اور بیٹا عنایت فرمایا جس کا نام شیت رکھا گیا۔ اس لئے کہ شیت کے معنی ہیں ہبتہ اللہ یعنی عطائے خداوندی فیض آباد کے قریب جو دھیا جو ہندوں کا خاص تیر تھ ہے اور جسے راجندر جی کی جنم بھومی اور ان کا پایہ تخت سمجھا جاتا ہے۔ وہاں ایک بہت لمبی قبر ہے جسکو حضرت شیت علیہ السلام کی قبر بتایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیادہ پاچالیس حج گئے۔ اسکے علاوہ آپ کے عمر و بن اور ان حجوں کی تعداد تقریباً سات سو ہے جو آپ نے قیام مکہ کے دوران میں گئے۔

ان واقعات کو جان لینے کے بعد مندرجہ ذیل فضائل ہندوستان کے لئے ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ خلیفہ اللہ کا سب سے پہلا مہبط ہونے کی وجہ سے انسانیت کا سب سے پہلا دار الخلافہ ہندوستان ہے۔

۲۔ چونکہ یہ خلیفہ نبی تھا۔ جس کے پاس روح القدس تشریف لایا کرتے تھے۔ لہذا سرزمین ہند سب سے پہلے آفتاب نبوت کا مشرق بنا۔

۳۔ اسی بقعہ مبارکہ پر روح القدس کا سب سے پہلے نزول ہوا۔ اور یہی ارض مقدس وحی الہی کا سب سے پہلا مہبط ہے۔

۴۔ ابن سعد نے طبقات میں ابو بکر شامی نے غیلانات میں اور عبید بن حمید اور ابن عساکر نے حضرت سعد ابن جبیر رضی عنہ سے نقل کیا ہے کہ خلق اللہ آدم من ارض یقال لہا وحی یعنی اللہ تعالیٰ نے جسے حضرت آدم کا خمیر وحی نامی علاقہ کی خاک پاک سے بنایا۔

محققین کے قول سے یہ ثابت ہے کہ یہاں وحی کا جو لفظ مذکور ہوا ہے وہ ہندوستان ہی کے کسی مقام کا نام تھا۔ لہذا پورے کرہ ارض میں صرف خاک پاک ہندوستان ہی کو یہ شرف حاصل ہے سب سے پہلا نبی یہاں ہی کی خاک سے بنایا گیا۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ چونکہ حضرت آدم انسانوں کے ابوالآبائے تھے۔ اس لئے جملہ انبیاء علیہم السلام اور تمام انسانوں کے روحانی اور مادی اصل و اصول کا خمیر ہندوستان ہی سے بنایا گیا تو والد اور تناسل کے اصول پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جملہ انبیاء و اولیاء اور صلحاء کرام و علماء مشائخ اولین کا عنصر اسی خاک پاک سے



وجود پذیر ہوا۔

۵ حضرت ابن عباس رضی کی روایت کے بموجب الست برس تک کا شہو  
عہد بھی ہندوستان ہی کی سرزمین میں بمقام وحشی ہوا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ  
حضرت حق جل مجدہ نے ان تمام روجوں کو جو قیامت تک دنیا میں پیدا ہونگی  
پشت آدم علیہ السلام سے برآمد کیا اور ان کو خطاب کر کے فرمایا الست برس تک  
کیا میں تمہارا رب و پروردگار نہیں؟۔ تمام روجوں نے متفقہ طور پر حضرت حق جل مجدہ  
کی ربوبیت و پروردگاری کو تسلیم کرتے ہوئے جواب دیا بے ضرور آپ ہمارے رب  
ہیں۔ اس روایت کے بموجب ہندوستان ہی وہ مقدس سرزمین ہے جہاں  
بندوں نے اپنے رب کی ربوبیت کا سب سے پہلے اعتراف کیا۔ جس سے تمام  
روحانی ترقیات و معارف کے سلسلہ کا افتتاح ہوا۔

۶ اس موقع پر لامحالہ تمام ہی انبیاء علیہم السلام کے انوار مبارک سے یہ  
سرزمین متبرک ہوئی۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم نے اپنی اولاد کی  
روجوں کے زمرہ میں کچھ روجیں دیکھیں۔ جن کے انوار غیر معمولی طور پر سب سے  
فائق تھے۔ حضرت آدمؑ کو خود حیرت ہوئی اور دریافت فرمایا کہ خداوند ایہ کون ہیں  
ارشاد ہوا کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارکہ ہیں۔

۷ قرآن حکیم کی اطلاع کے بموجب عہد الست کے موقع پر ایک سرا  
عہد بھی جملہ انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا تھا۔ جس میں ہر نبی نے اپنے الٰہی نبی کی  
تصدیق و اعانت کا میثاق کیا تھا اور چونکہ سب کے بعد میں سلسلہ نبوت کا دور

حضرت خاتم الانبیاء افضل الرسول پر ختم ہونے والا تھا اسلئے ثابت ہوا کہ بلا استثناء  
جملہ انبیاء علیہم السلام نے سرور کائنات کی تصدیق کا نیز آپ پر ایمان لانے اور  
ابداد کرنے کا عہد اس سر زمین ہند ہی میں کیا تھا بہر حال ارض ہند ہی مہاراض  
مقدس ہے جہاں سلسلہ رشد و ہدایت خداوندی، معرفت قرب الہی و بجاختہ  
اخروی، اور قوت و قلالح ابدی کے استحصال کیلئے عہد و پیمان ہوا۔

یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نور مقدس جو سب سے پہلے پیدا کیا  
جا چکا تھا۔ حضرت آدم کے صلب مقدس سے منتقل ہو کر اپنے اپنے زمانہ کے  
بہترین آباد اور بہترین امہات کے ذریعہ سے جملہ منازل طے کرتا ہوا افق مکہ سے  
طلوع ہوا چونکہ حضرت آدم اور آپ کے بعد حضرت شریٹ علیہ السلام ہندوستان  
میں سکونت پذیر تھے۔ اسلئے لامحالہ نور محمدی اور اس افضل سرمدی کا سب سے  
پہلا مطلع ارض ہند سے اور سب سے آخری مشرق حجاز پاک ہے۔ چنانچہ اس  
موقع پر عہد رسالت کے مشہور شاعر اور عبیل القدر صحابی حضرت کعب بن زبیر رض  
کا یہ شعر کس قدر حنی خیر ہے

ان الرسول لنور نیستضائبہ  
مہمت من بیوف اللہ مسلول

یعنی بلاشبہ رسول اللہ علیہ وسلم ایک نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی  
ہے اللہ تعالیٰ کی ایک برہنہ تیز تلوار ہیں جو ہندوستانی ساخت کی ہے۔

۹ حضرت ابو ہریرہ رض سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ  
جب حضرت آدم علیہ السلام کی تسکین کے لئے حضرت جبریل علیہ السلام کو  
بھیجا گیا تو حضرت جبریل نے تشریف لاکر نداوی اللہ اکبر اللہ اکبر

اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ یعنی جس طرح آذان میں ہے چار مرتبہ اللہ اکبر اور دو مرتبہ باقی کلمات۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اسم گرامی محمد سنا تو عرض کیا خداوندیہ کون ہے جو اب دیا گیا ہے کہ آپ کی اولاد کے سب سے آخری نبی (طبرانی۔ ابونعیم۔ ابن عساکر وغیرہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ روح القدس کا نزول اور خدا کی عظمت و توحید کا ذکر اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان سب سے پہلے اسی ہندوستان کی خاک پر ہوا جو آج خوش نصیبی سے ہمارا وطن عزیز ہے اور قدرتی طور پر پاکستان ہے۔

علماء تارخ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و آثار کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم کے ساتھ چند دیگر مقدس چیزیں بھی نازل کی گئی تھیں۔ مثلاً ابن عباس سے روایت ہے حجر اسود جنت کا ایک یا قوت ہے جو حضرت آدم کے ساتھ نازل کیا گیا۔ صحیح السند روایت و ثابث ہے کہ یہ اس قدر روشن تھا کہ آفتاب کا نور بھی اس کے سامنے بیچ تھا۔ اس کو رفتہ رفتہ ابن آدم کی خطاؤں نے سیاہ کر دیا۔ نیز ابن سعد طبری۔ ابن جریر۔ اور ابن منذر وغیرہ علمائے تارخ نے عصائے موسیٰ اور بنی اسرائیل کے اس مشہور تابوت کو بھی (جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے) جنت کی انہیں یادگاروں میں شمار کرایا ہے جو حضرت آدم کے ساتھ ہندوستان میں نازل کی گئیں۔

علم اسلامی عقیدہ کے بموجب تمام نعمتوں کا سرچشمہ اور مخزن جنت ہے دنیا میں جو کچھ نعمتیں اور راحتیں ہیں وہ ان ہی حقیقی اور پائیدار نعمتوں کا پرتو

ہیں۔ اس چیز کو زمین میں رکھنے کے بعد اب اس پر غور کیجئے کہ جب جنت کا وہ  
 باشندہ جس کا نام نامی آدم ہے جنت سے زمین پر لایا گیا تو جنت کی وہ تمام  
 نعمتیں یا ان کے اثرات اس کے ساتھ تھے۔ پھر جس طرح تو والد اور تناسل کے  
 ذریعہ اس زمین کے مخصوص اجزاء اور آدم کی شکل اختیار کرتے ہے۔ اسی  
 طرح اس زمین کے دوسرے اجزاء نے فطرتی صلاحیت کے بموجب جنت کی  
 دوسری نعمتوں کو جذب کر لیا اور اس طرح ارض ہند جو آدم کی سب سے پہلی  
 منزل بھی تمام دنیا سے زیادہ جنت کی نعمتوں سے فیضیاب ہوئی۔ اسی مفہوم کو  
 الہامی زبان میں حضرت سدی نے یوں روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام جب  
 دنیا میں تشریف لائے تو ایک ہاتھ میں جنت کا وہ یا قوت تھا جس کا نام حجر اسود  
 ہے اور دوسرے ہاتھ میں جنت کے درختوں کے کچھ پتے تھے۔ چنانچہ ہندوستانی  
 درختوں کی خوشبو انہیں پتوں کے اثرات باقیات میں سے ہے (دلائل نبوت  
 بیہقی) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نقل کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت سے آدم کو روانہ کیا  
 تو جنت کے پھلوں کا گوشہ عنایت فرمایا اور ہر ایک صنعت سکھادی (براز  
 ابن ابی حاتم طبرانی وغیرہم)

حضرت عید اللہ ابن عباس اور سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
 کی روایت ہے کہ ہندوستان میں تمام دنیا سے زیادہ خوشبو اسی لئے پیدا  
 ہوئی ہے کہ جنت سے حضرت آدم کو یہیں اتارا گیا۔ (ابن جریر بیہقی ابن عساکر  
 وغیرہم)۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ لوگ، لاپچی، کیوڑا، گلاب، دارچینی، کافور، چمبیلی، بیلا وغیرہ اسی طرح مشک، عنبر، زعفران وغیرہ ہندوستان ہی میں پیدا ہوتی ہیں۔ مشک اور عنبر کا تذکرہ تصریح کے ساتھ بعض روایات میں بھی وارد ہوا ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جنوب اور غلے اس خاکدانِ اعنیٰ کو حضرت آدمؑ کے ذریعہ سے ہی عطا ہوئے۔

علاء ابن عساکر وغیرہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سونا، چاندی حضرت آدم علیہ السلام کی درخواست پر پیدا کیا گیا۔ چنانچہ اس کے فلذات سب سے پہلے ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح یا قوت، ہیرا، زمرد اور موتی وغیرہ ہندوستان کے پہاڑوں اور مندروں میں بکثرت ہوتے ہیں۔ الہامی روایات ان سب کو حضرت آدم کے ورود مسعود کی برکات ثابت کرتی ہیں (ملاحظہ ہو رسالہ شمسۃ العنبر)۔

۱۳ اصنعت و حرفت کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی علاء میں گزر چکا ہے کہ خداوند عالم نے ہر ایک چیز کی صنعت حضرت آدمؑ کو سکھلا دی تھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ جیسے علماء محققین کی تحقیق کے بموجب تعلیمِ فطری الہامات کے ذریعہ سے ہوئی۔

یہاں یہ یاد رہے کہ فطری الہام جس چیز کا نام ہے وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اس کا تجربہ ہم عام طور پر اپنی زندگی میں کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی ضرورت زیادہ مجبور کرتی ہے تو بسا اوقات قدرتی طور پر اس کا کوئی حل ہمارے دماغ میں آجاتا ہے۔ ہم اس وقت ضمیر میں ایک روشنی

محسوس کرتے ہیں۔ یہی روشنی فطری الہام ہے۔

حضرت آدمؑ تقریباً ایک ہزار سال تک دنیا میں رہے۔ سلامحالہ اس طویل عرصہ میں ہزاروں ضرورتیں پیش آئیں اور فطری الہامات نے ان کی عقدہ کشائی کر کے اولاد آدم علیہ السلام کیلئے سیکڑوں صنعتوں کا ذخیرہ پیدا کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں اسی ذخیرہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے شیخ علی رومی نے ان صنعتوں کی تعداد ایک ہزار بتائی ہے۔ غرض اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت شیدائے علیہ السلام ہندوستان میں ہی رہے۔ لہذا ہندوستان ہی کو تمام دنیا کی صنعتِ حرفت میں استاد اول کی حیثیت حاصل ہے۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو قدرتی عطیہ کے طور پر ہتھوڑا وغیرہ لوہے کے چند آلات بھی دیئے گئے تھے۔ بنا بریں یہ لوہے کی صنعت کی ابتداء ہے۔ جس کا مرکز ہندوستان ہے۔

یہاں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ امن اور جنگ کی تمام ضروریات میں لوہے اور لوہے کی صنعت کو کیا اہمیت حاصل ہے۔ آج ہمیں ہر جگہ لوہے ہی لوہے کی کار فرمائیاں نظر آرہی ہیں اسی بنا پر ارشاد خداوندی بھی ہے۔

وانزلنا الحديد فيه باس شديد و متافع للناس طہم نے لوہا نازل کیا۔ اس میں انسانوں کے لئے شدید خطرہ بھی ہے اور بہت زیادہ منافع بھی ہیں۔ حضرت آدمؑ کو جب جنت سے اتارا گیا تھا تو آپ نے اپنا جسم پتوں سے ڈھکا رکھا تھا۔ لیکن پتوں سے بدن ڈھانکنے کا یہ دور زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہا۔

بلکہ حضرت آدم ہی نے صنعت پارچہ بانی کی ایجاد بھی کر دی۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا اور شیخ علی رومی کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہندستان کی سرزمین کو پارچہ بانی کی صنعت کا مرکز اول ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

۱۷۱۱ء اور پرتیا یا جاچکا ہے کہ جب حضرت آدم و حوا حجاز میں خانہ کعبہ کے قریب ملے تو انہیں بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا۔ اس حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ فن تعمیر کا آغاز بھی آدم کے زمانہ ہی میں آپ کی ایجاد ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ لہذا اس صنعت کی اولیت کا شرف بھی ہندوستان ہی کو حاصل ہے۔

۱۷۱۱ء ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ابتداء میں ہندوستان ہی رہے۔ ہندوستان ہی میں حضرت آدم کا بنایا ہوا وہ تندور تھا۔ جس سے طوفان نوح کا چشمہ پھوٹا۔ نیز ہندوستان ہی کے ایک پہاڑ پر جس کا نام بود بخیر تھا حضرت نوح نے اپنی کشتی بنائی تھی۔ بنا برین کشتی کی ساخت سے ثابت ہوتا ہے کہ دریائی سفر اور صنعت تجارتی کی ابتداء کا شرف بھی ہندوستان ہی کو حاصل ہے۔

۱۷۱۱ء قصہ آدم نے جس طرح ہندوستان اور حجاز کا قدیمی تعلق ثابت کیا اسی طرح خانہ کعبہ کے سب سے پہلے بانی سب سے پہلے زائر اور سب سے پہلے حج بیت اللہ کیلئے سفر کرنے کا شرف بھی باشندگان ہند کے لئے ثابت کر دیا۔

۱۹۱۱ء علماء کا ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہندستان میں ہوئی اور یہیں دفن کئے گئے اس روایت کی بنا پر خاک پاک ہندوستان ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ ابو البشر اور وہ اولین نبی جس کے درحیات کا

ادین گہورہ خاک ہند تھی ..... اس کی آخری آرام گاہ کا فخر بھی اس سرزمین کو حاصل ہے

۲ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ہندوستان طوفان نوح سے محفوظ رہا۔ علمائے مورخین کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے مذکورہ بالا فضائل کی بنا پر یہ بعید بھی نہیں کہ فضائل و مناقب کے مرکز اول کو قدرت نے اس ہول و غضب کے اثر سے محفوظ رکھا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب یہاں تک ہندوستان کے جو فضائل و مناقب بیان کئے گئے وہ حضرت آدم کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن نبی کریم کی بعثت اور اسلام کی تکمیل آخر کے بعد بھی یہ سرزمین فضائل و محاسن کا مرکز رہی ہے جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

(الف) اطراف سندھ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف لائے۔ اسلئے سندھ کا چپہ چپہ صحابہ و تابعین کا مورد ہونے کی وجہ سے عزت و احترام کا مستحق ہے۔

(ب) سیکڑوں، ہزاروں اولیاء اقطاب اور ابدال و شہداء اور صلحاء و علماء خاک ہند میں مدفون ہیں۔

(ج) گیارہ سو برس تک مسلمانوں کی حکومت ہندوستان پر رہی اور یہ ملک دارالاسلام بنا رہا۔

(د) لاکھوں مسجدیں، ہزاروں علمی درس گاہیں، ہزاروں علماء کرام اور لاکھوں کرڈوں دیندار مسلمان اس وقت یہاں موجود ہیں۔



## وطن کا مطالبہ

یہی ہے بعد یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ خالص مذہبی نقطہ نظر سے ہندوستان کی عظمت و تقدیس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے اب سوال یہ ہے کہ وہ لوگ جنکو اس خاک میں بسنے کا شرف حاصل ہے ان کا فریضہ کیا ہے۔ بالفاظ دیگر ہم جن کا وطن ہندوستان ہے ان پر ہندوستان کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کا جواب وہی ہے جو فلسطین کے رہنے والوں نے یہود کو دیا ہے۔ وطن کا مطالبہ ہے کہ اسے آباد کر دو۔ اس کو دن و دنی رات چوٹی ترقی دو اور رحمتوں اور برکتوں کے الوار سے اسے معمور کرو۔ اور جو بیرونی طاقت اس پر تسلط جمائے اس کو نکال کر باہر کر دو۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں یہاں قومیت و بین الاقوامیت یا محدود وطنیت و لامحدود وطنیت کا سوال اٹھا رہا ہوں۔ اس بحث سے قطع نظر سوال یہ ہے کہ ہر صورت میں وطن کا ایک حق ہے جسے ہر بسنے والے کو ادا کرنا چاہئے۔ سرور کائنات کا آبائی وطن بچھڑ گیا تھا۔ لیکن ہجرت کے بعد جب مدینہ طیبہ کو وطن قرار دیا تو مدینہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہو کر تھی کہ اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما۔ ہمارے پیمانوں اور وزنوں میں برکت عطا فرما۔ خداوند! حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے بندے آپ کے خلیل اور آپ کے نبی تھے اور میں بھی آپ کا بندہ اور آپ کا نبی ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کیلئے آپ سے دعا کی۔ خداوند! میں مدینہ کیلئے دعا کرتا ہوں۔ مکہ سے دو چند برکتیں مدینہ طیبہ کو عطا فرما۔ خداوند! ہمارے اندر مدینہ

کی محبت اتنی ہی پیدا کرے، جتنی تو نے مکہ کی محبت سے دی ہے۔

(ترمذی شریف ج ۱۸ ص ۱۱۲)

یاس سے بھی زیادہ خدادند مدینہ کی آب و ہوا درست کر دے مدینہ کے  
بخار کو حقمہ کی طرف منتقل کر دے (بخاری شریف ص ۵۵۵ ج ۱)

ملاحظہ فرمائیے اس دعا مبارک سے وطن قدیم اور وطن جدید کی محبت  
پھر اسکی اقتصادی ترقی اور آب و ہوا کی اصلاح کے جذبات کس طرح مستر شح  
ہوتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حفظانِ صحت نیز ترقی اور برکت کیلئے روحانی  
طرز اختیار کیا گیا ہے جو شانِ نبوت کے عینِ مناسب ہے۔ مگر اس کے یہ معنی  
نہ تھے کہ مادی طرز اختیار کرنا ممنوع ہے۔ چنانچہ خلفائے راشدین نے مادی  
طریقے بھی اختیار کئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف مدینہ طیبہ بلکہ پورے حجاز مقدس کو  
رشکِ فردوس بنا دیا گیا۔

اس قدر کہہ دینے کے بعد بھی کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ ہندوستان  
کے مسلمانوں پر ہندوستان کیا فرائض عائد کرتا ہے۔ اور اس کا ہر ہر چہ پکار  
پکار کر ہم سے کیا مانگ رہا ہے۔؟

محمد میاں عفی عنہ

## دربار مدینہ اور حب وطن

سرزمین وطن سے انسیت - ترقی وطن کی تدابیر

عرب کا مقولہ تھا -

ارض الرجل ضوؤاً وداره وجمہدۃ | انسان کا ملک اسکی مرضعہ (دودھ پلانوالی ماں) ہے۔ اس  
حضرت حق بل مجدہ نے ارشاد فرمایا کہ گھر سے اور (مرنے کے بعد) اس کا گوارہ ہے۔  
ولقد مکنناکم فی الارض جعلناکم | ہم نے تم کو ٹھیرا یا زمین میں اور تمہارے لئے زندگی و معیشت  
یفہامعائیش (ع ۱ - سورہ اعراف) کے اسباب و ذرائع زمین میں پیدا کئے۔

منھا خلقناکم و فیھا نعیدکم و منھا | اسی زمین میں سے تم کو پیدا کیا ہے اسی میں تم کو دوبارہ  
نخرجکم تا داء اخرای (ع ۱۱۶) پڑھو، لوٹائیگے اور اسی سے دوسری بار تم کو نکالینگے۔

ارباب ملت میں مشہور ہے - 'حب الوطن من الایمان' حب وطن جزو

ایمان ہے!

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وطن آقا کو اپنا وطن بنا لیا تھا جب

ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو کچھ دنوں بعد بیمار ہو گئے۔ اس علالت کے دوران میں  
شوق وطن میں بار بار یہ اشعار پڑھا کرتے تھے - (بخاری شریف)

الالیة شعری ہل امیتق لیلۃ | اے کاش معلوم ہو جائے کہ میں کوئی رات اس طرح

بواد وحولی اذ خسر و جلیل | گذاروں کو گنا کہیں ادی میں ہوں اور میرے گداگرد (گیاہ) اذ خردیل ہو؟

وہل اردن یوماً میاہ حجتہ | اور کیا کسی دن میں حجۃ کے چشموں پر پہنچ سکوں گا اور کیا

وہل بیدون لی شامۃ و طفیل | کبھی میرے سامنے کوئی شام اور کوئی طفیل نمودار ہوگا

صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یہ اشعار سنے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کو پیش کیا۔ فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے جواب میں جو دعا فرمائی اس سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ وطن کا پتہ چلتا ہے۔ ارشاد ہوا۔

اللهم حبيب الينا المدينة | اے اللہ ہمارے اندر مدینہ کی اتنی ہی محبت پیدا  
كما حبيبنا مكة واشهد | کر دے جہنمی تو لے مکہ کی محبت دی ہے بلکہ اس  
جبا سے بھی زیادہ۔

وصحها وبارك لنا في | مدینہ کی آب و ہوا درست فرمائے اور ہمارے  
صاعتا ومدنا وانقل | لے مدینہ کے صاع اور میں برکت عطا فرما۔  
حماتها فاجعلها بالبحفة | اور مدینہ کے بخار کو (مقام) جحفہ کی طرف منتقل  
(بخاری شریف صفحہ ۱) | کر دے

ملاحظہ فرمائیے کہ اس دعا مبارک سے وطن قدیم اور وطن جدید کی محبت پھر اس کی اقتصادی ترقی، آب و ہوا کی اصلاح کے جذبات کس طرح متشع ہو رہے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حفظانِ صحت نیز ترقی اور برکت کے لئے روحانی طرز اختیار کیا گیا ہے جو شانِ نبوت کے عین مناسب ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہ تھے کہ مادی طرز اختیار کرنا ممنوع ہے۔ چنانچہ خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مادی طریقے اختیار کر کے نہ صرف مدینہ طیبہ یا حجاز مقدس کو بلکہ سارے قلمرو کو رشکِ فردوس بنا دیا۔ نہریں نکلوائیں۔ راستوں کی اصلاح کی اور اس زمانہ کے بموجب تمدن کی تمام صورتیں

اختیار کی گئیں۔ (جیسا کہ کتب تاریخ میں تفصیل بیان کیا گیا ہے۔)  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آبائی وطن مکہ معظمہ تھا۔ کلمہ کی سر بلندی اور  
 دین حنیف کی فلاح و بہبود کے لئے جب ترک وطن کی ضرورت پڑی تو آپ  
 نے اس قربانی کو انجیز کیا۔ مگر قلبی اُلس کا اندازہ حضرت ابن عباس اور  
 عبد اللہ بن عبدی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس روایت سے ہوتا ہے کہ  
 آپ فرمایا کرتے تھے۔

”اے مکہ تو خدا کا مقدس شہر ہے تو مجھے کس قدر محبوب ہے! اور کاش  
 تیرے باشندے مجھے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں تجھ کو نہ چھوڑتا۔“

(جمع الفوائد ۱۹۵ ج ۱)

تاہم جب مدینہ کو وطن بنا لیا گیا تو یہ سرزمین الطاف نبوت کا مورد بنی  
 چنانچہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہوا کرتی تھی۔

اللهم ياربنا اقم لنا ايامنا وبارك لنا في مدینتنا  
 وبارك لنا في صاعنا وتمدنا۔

اللهم ان ابراهيم عبدك وخليك ونبيك واندعاك  
 لمكة وانا ادعوك للمدينه بمثل ما دعاك لمكة ومثله  
 معه (ترذی شریف ص ۱۷۱ ج ۱)

آج تک اس سرزمین کا نام ”یثرب“ تھا مگر اب سرکار مدینہ کو یہ نام  
 ناپسند ہے۔ کیونکہ لفظ ”یثرب“ لغوی اعتبار سے قباحت اور یربادی کا  
 مفہوم ادا کرتا ہے۔ اب اس کا نام ”طائتہ“ تجویز ہوتا ہے معنی طیبہ پاکیزہ

اور صاف ستھرا۔

ان اللہ سمی المدینۃ | اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔  
 طابۃ (مجمع الفوائد ص ۲۱)  
 من سمی المدینۃ یثوب | جو شخص مدینہ کو 'یثرب' کہے۔ اس کو  
 فلیستغفر اللہ ہی طابۃ | استغفار کرنا چاہئے۔ یہ طابہ ہے۔ یہ  
 ہی طابۃ (مجمع الفوائد ص ۲۱) طابہ ہے۔

وہی ارض ویا، وہی ملیب یا دالی زمین، اب ارض شفا ہو جاتی ہے  
 غزوہ تبوک سے کوکبہ ہمایونی واپس ہو رہا ہے۔ مدینہ کے باقی ماندہ مرد  
 اور بچے اس فاتح اور مبارک لشکر کے استقبال کیلئے جوق جوق آ رہے ہیں  
 پیادہ پا نوجوان دوڑ رہے ہیں۔ کمزور آدمی گھوڑوں پر سوار ہیں۔ گردوغبار  
 نے آسمان کے نیچے ایک دوسرا آسمان بنا دیا ہے۔ فاتحین تبوک کو چہرے  
 گردوغبار سے اٹے جاتے ہیں۔ لہذا انھوں نے جہروں پر عمامہ کے شیلے  
 لپیٹنے شروع کر دیئے ہیں۔ مگر سید انقیلیں صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شملہ  
 کو چہرہ انور سے ہٹا دیتے ہیں۔ روئے مبارک کو غبار کے سامنے کرتے  
 ہیں اور فرماتے ہیں۔

والذی نفسی بیدہ ان فی غبارھا شفاء من کل داء۔

(مجمع الفوائد ص ۲۱)

اس کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت خادم المحدثین  
 مولانا انور شاہ صاحب کشمیری قدس اللہ سرہ العزیز کے ارشادات پر

پر اس مضمون کو ختم کریں۔ کسی قدر مضمون میں تکرار ہو گا مگر شوق تبرک ہماری نظر میں اس تکرار کو مستحسن گردان رہا ہے۔

حضرت موصوف نے جمعیتہ العلماء ہند کے اجلاس پشاور کے خطبہ صدارت میں فرمایا تھا۔

”مجھے یہاں پر یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ ہندوستان جس طرح ہندوؤں کا وطن ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا بھی وطن ہے۔ ان کے بزرگوں کو ہندوستان آئے ہوئے اور رہتے ہوئے صدیاں گزر گئیں۔ انھوں نے اس ملک پر صدیوں حکومت کی۔ آج بھی ہندوستان کے چپے چپے پر مسلمانوں کی شوکت و رفعت کے آثار موجود ہیں۔ جو زبان حال سے ان کی علم و ہنر پسندی، حب وطن کی شہادت دیتے ہیں۔ موجودہ نسل کا خمیر ہندوستان کی آب و گل سے ہے۔ ہندوستان میں ان کی مذہبی و تمدنی عظیم الشان یادگاریں ہیں کر ڈروں روپے کی جائدادیں ہیں۔ عالی شان تعمیروں اور وسیع قطععات زمین کے وہ مالک ہیں۔ ان کو ہندوستان سے ایسی ہی محبت ہے جیسی کہ ایک سچے محب وطن کو ہونی چاہئے اور کیوں نہ ہو جب کہ ان کے سامنے اپنے سید و مولیٰ، اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حب وطن میں اسوہ حسنہ موجود ہے۔ وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے جو دستم سے مجبور ہو کر حکم خداوندی کے ماتحت اپنے پیارے وطن مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے کے بعد اپنا وطن مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا۔

”خدا کی قسم ہے کہ خدا کی تمام زمین میں سے تو مجھے سب سے زیادہ پیارا شہر ہے اور اگر میری قوم تیرے اندر سے مجھے نہ نکالتی تو میں کبھی تجھے نہ چھوڑتا۔ اس کے بعد حکم الہی سے آپ نے مدینہ طیبہ میں سکونت فرمائی اور ہجرت کے بعد دارالہجرت سے منتقل ہونا محبوب و مستحسن نہ تھا۔ اس لئے گویا مدینہ طیبہ آپ کا وطن ہو گیا۔ اور اس میں بحیثیت وطن رہتا تھا۔ اس لئے اسکے لئے دعا فرمائی۔

اللهم حسب الينا	بار خدا یا امدینہ کو ہمارے قلوب میں ایسا
المدینہ کحبنا	محبوب بنا دے جیسا ہم مکہ سے حجت کرتے
مکة او اشد اللهم	ہیں یا اس سے بھی زیادہ محبت دیدے۔ یا
بارک لنا فی صاعنا و فی	اللہ ہمارے صاع اور ہمارے مد اور ہماری
مدنا و فی تمرنا ضعفی	کھجوروں میں برکت عطا فرما۔ اور یہ برکت اس
ما جعلت بمکة من	برکت سے دو چند ہو جو تو نے مکہ میں عطا
البركة	فرمائی ہے۔

اللهم ان ابراهيم	یا اللہ بیشک تیرے بندے اور خلیل ابراہیم
عبدك و خليلك دعاك	نے اہل مکہ کیلئے تجھ سے برکت کی دعا کی تھی
لا اهل مكة بالبركة	اور میں تیرا بندہ اور رسول محمد ہوں اور اہل
وانا محمد عبدك	مدینہ کے لئے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں
ورسولك ادعوك لاهل	کہ ان کے مدینہ اور صاع میں اس برکت
المدینة ان تبارك لهم	سے جو اہل مکہ کو عطا فرمائی ہے دو چند برکت



فمصد عھد و صد اعھد و مثل ان باریکت دے۔ ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں نازل  
 لاھل ملکة مع البركة بے برکتیں فرما۔

سید الکونین علی اللہ علیہ وسلم کے جذبات حب وطن یہ ہیں اور ان کے ہوتے  
 ہوئے نامکرم ہے کہ مسلمان سچا مسلمان ہو کر اس جذبہ حب وطن سے غافل  
 ہو۔ اس میں رکھنے کہ مسلمانوں کے قلوب میں وجوہ مذکورہ بالا کی بنا پر  
 ہندوستان کے ساتھ پوری محبت ہے۔ اور چونکہ ہندوستان میں مسلمانوں  
 کے ساتھ ساتھ دوسری قومیں بھی آباد ہیں اور ہندوستان ان کا بھی  
 وطن ہے ان کو بھی طبعی طور پر ہندوستان کے ساتھ محبت ہونی چاہیے۔  
 اسلئے تمام ہندوستانوں کے قلوب میں ہندوستان کی آزادی کی خواہش  
 ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی درجہ پر ہونی لازم ہے۔

محمد میاں عقی عنہ